امام ابراہیم نخعی

(مولانا ابو محفوظ الکریم صاحب معصومی استاذ مدرسہ عالیہ کلکتہ)

امام نخعی اوران کے اقران امام شعبی، طاؤس بن کیسان، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب حسن بصری، مکحول دمشقی وغیرہم ان اجلۂ تابعین میں ہیں جن کی سعی سے اسلامی فقہ واحکام اور صحابہ کرام کے فتاوی وقضایا محفوظ رہے، اسلامی تشریع کی تاسیس انھی بزرگوں نے شروع کی،

امام ابوحنیفہ کا عالمگیر مسلک جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب کے فتاوی وروایات کا خلاصہ سمجھا جاتا ہے، دراصل امام نخعی کی زندگی کا قیمتی سرمایہ ہے جسے انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کے جلیل القدر شاگردوں سے حاصل کیا سطور ذیل میں امام موصوف کی زندگی اوران کے علمی کارنامہ پر طائرانہ نگاہ ڈالی گئی ہے۔

نام ونسب | ابراہیم نام، ابوعمران[1] اور ابوعمار[2] کنیت، ابن یزید بن[3] الاسود بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ ابن سعد بن مالک بن النخع (وہو جسر[4]) بن عمرو بن علة بن خالد بن مالک بن ادد

ابن خلکان کے نزدیک مذکورہ بالا نسب نامہ صحیح ہے اور کلبی[5] کی جمہرۃ النسب سے منقول ہے حافظ ابن حجر ذیل کا نسب نامہ نقل کرتے ہیں۔

---

[1] ابن سعد: ج ۶ ص ۲۸۸، وفیات ج ۱ ص ۳، تہذیب التہذیب: ج ۱ ص ۱۷۷، کتاب المعارف لابن قتیبہ: ۲۳۵ (لیڈن)، [2] ابن خلکان: ج ۱ ص ۳ [3] ابن سعد: ج ۶ ص ۱۸۸، ابن خلکان: ج ۱ ص ۳ [4] وفیات ص [5] انساب سمعانی،

"ابراہیم بن یزید بن قیس بن الاسود بن عمرو بن ربیعۃ بن ذہل[1] النخعی"

نخع | (بفتح النون[2] والخاء المعجمۃ) یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے جو بنی مذحج کی شاخ تھا، یہ شاخ اپنے جدِ اعلیٰ جسر ابن عمرو کے لقب پر نخع کے نام سے مشہور ہوئی، جسر کو نخع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی قوم سے جدا ہو گیا تھا، ابن خلکان کا بیان ہے:-

وانما قیل[3] لہ النخع لانہ انتخع من قومہ ای بعد عنہم | اس (جسر) کو نخع کہا گیا، اس لئے کہ وہ اپنی قوم سے دور ہو گیا تھا۔

بنی ازد[4] کے ایک بطن کا نام بھی نخع تھا،

امام نخعی فقیہ کوفہ اسی یمنی قبیلہ کی طرف منسوب ہیں، امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں جب کوفہ آباد ہوا تو قبائل یمن کے ساتھ بنو نخع بھی وہیں جا کر سکونت پذیر[5] ہوئے، یہاں یہ قبیلہ خوب پھلا پھولا۔ اور اس میں بڑے بڑے ائمہ فقہ و حدیث پیدا ہوئے، علقمہ، اسود، ابراہیم اسی قبیلہ کے افراد تھے، جو فقہ و احکام کے عمائد و اساطین میں شمار کیے جاتے ہیں۔

نخعی کی ولادت | امام نخعی مشہور تابعی اسود بن یزید کے بھانجے ہیں، ان کی والدہ کا نام ملیکہ[6] بنت یزید بن قیس النخعیہ ہے۔ امام نخعی کی ولادت بہ قول ابن حبان[7] (م سنہ ۳۵۴ھ) سنہ ۵۰ھ میں ہوئی لیکن نخعی کی کل مدت عمر کو مدنظر رکھتے ہوئے سنہ ۵۰ھ کی تعیین صحیح نہیں معلوم ہوتی ہے،

ابن خلکان[8] کا بیان ہے کہ وفات کے وقت ان کی عمر ۴۹ برس تھی، ایک اور قول کی بنا پر ۵۸ برس کا ثبوت ملتا ہے، لیکن پہلا قول صحیح ہے، کتاب المعارف[9] لابن قتیبہ سے معلوم

[1] تہذیب ج ۱ ص ۱۷۷ [2] الانساب سمعانی [3] وفیات ج ۱ ص ۳ [4] لسان العرب لفظ نخع [5] انساب سمعانی [6] وفیات: ج ۱ ص ۳ [7] تہذیب: ج ۱ ص ۱۷۷ [8] وفیات: ۱/۳ [9] صـ ۲۲۵

ہوتا ہے کہ ۶۴ برس کل عمر تھی، یحییٰؒ بن سعید القطان تصریح کرتے ہیں کہ پچاس سے متجاوز تھی اور ابو بکرؒ بن عیاش کہتے ہیں کہ پچاس کے قریب تھی علامہ ذہبی کا بیان حسب ذیل ہے۔

مات ابراهيم في آخر سنة خمس وتسعين كهلا قبل الشيخوخة	ابراہیم (نخعی) سنہ ۹۵ کے اخیر میں سن شیخوخت سے پہلے مرے

طبقات ابن سعد کا فیصلہ بھی سن لیجئے:۔

واجمعوا على انه توفي في سنة ست وتسعين في خلافة الوليد بن عبد الملك بالكوفة وهو ابن تسع واربعين	اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کی وفات سنہ ۹۶ھ میں بہ عہد ولید بن عبدالملک کوفہ میں ہوئی، اس وقت وہ ۴۹ برس کے تھے۔

ان اختلافات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سال ولادت کا تعین اوائل سنہ ۴۶ یا اواخر سنہ ۴۵ کیا جا سکتا ہے۔

تعلیم و تربیت کوفہ اس زمانہ میں علم و فن کا زبردست مرکز تھا، اس کی علمی اور دینی مرکزیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ستر اصحابؓ بدر اور تین سو اصحاب الشجرہ یہاں اقامت پذیر ہوئے، حضرت عمر و علی رضوان اللہ علیہما کوفہ کو "جمجمۃ الاسلام" اور "کنز الایمان" کا خطاب دیتے ہیں صحابۂ کرام نے اس سرزمین کو اپنی تعلیم و تربیت سے بقعۂ نور بنا دیا تھا، جہاں شعر و ادب، نحو و زباندانی، فقہ و احکام آثار و سنن کے چشمے موجزن تھے، خصوصاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے نامور اصحاب و تلامیذ علقمہ و اسود وغیرہما کوفہ میں احکام قرآنیہ و تشریعات کی زمین ایسی ہموار کر چکے تھے کہ آئندہ اسی سطح پر فقہ حنفی کی عالیشان عمارت کھڑی ہوئی حضرت

۱؎ طبقات: ج ۶ ص ۱۹۹ ۲؎ ایضاً ۳؎ تذکرۃ الحفاظ ج ۱: ص ۶۹ ۴؎ ج ۶ ص ۱۹۹ ۵؎ ج ۶ ص ۴ ۶؎ ایضاً طبقات

ع؎ یعنی وہ صحابہ کرام جو بیعت رضوان میں شریک تھے، یہ بیعت ۶ھ میں بمقام حدیبیہ ہوئی تھی منہ

۷

ابن مسعود اور ان کے نامور شاگردوں کی علمی خدمات کا اعتراف بڑے بڑے اعیان امت سے منقول ہے، یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول کی نقل پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

اصحاب[۱] عبد اللہ سرج ھذہ القریۃ	عبد اللہ (ابن مسعود) کے اصحاب اس سرزمین کے چراغ ہیں۔

امام نخعی کی تربیت اصحاب[۳] عبد اللہ کے دامن عاطفت میں ہوئی ان کے فتاوی و قضایا اور فقہ و حدیث کا بیش بہا گنجینہ اپنے دل و دماغ میں محفوظ کیا، اور جب تدوین کتب کا دور آیا تو یہی خزانہ صفحۂ قرطاس پر فقہ حنفی کے نام سے عام ہوگیا۔

شوق تحصیل | زمانۂ تحصیل میں علمی شغف کا یہ عالم تھا کہ اپنے زملاء کے ساتھ بیٹھتے تو استاد کی تقریر اس استغراق سے سنتے تھے کہ کسی کو یہ خیال بھی نہیں گذرتا تھا کہ نخعی بھی اس مجلس میں موجود ہیں

محمد بن سیرین (م ۱۱۰ھ) کہتے ہیں:-

انی لاحسبہ[۲] ابراھیم الذی تذکرون	میں سمجھتا ہوں کہ ابراہیم جس کا تم لوگ ذکر کرتے ہو
فتی یجالسنا فیما اعلم عند مسروق	وہی جوان ہے جس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ مسروق
فکانہ لیس معنا وھو معنا"	کی مجلس میں اس طرح بیٹھتا تھا گویا وہ ہم لوگوں میں موجود ہی نہیں۔

ابن سیرین اسی نوجوان کو علقمہ کی مجلس درس میں بھی اسی عالم میں پاتے ہیں اور فرماتے ہیں:-

۱؎ طبقات، ج ۶ ص ۹۰، ۲؎ ایضاً ج ۶ ص ۱۸۸ ۳؎ اصحاب عبد اللہ کا اطلاق اسود، علقمہ اور ان کے زملاء کے علاوہ حضرت ابراہیم نخعی، اعمش وغیرہم پر بھی ہوتا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ تصریح فرماتے ہیں ولعبد اللہ بن مسعود اصحاب یعرفون باصحاب عبد اللہ بن مسعود لیس لھم سمۃ الا ھذا صحبوہ طویلا ولطلوہ جمیلا، واثنوا علیہ جزیلا منھم علقمۃ بن قیس والاسود بن یزید النخعی وعمرو بن میمون الازدی وربیع بن خثیم ولھولاء اصحاب یعرفون لیس لھم سمۃ الا اصحاب عبد اللہ، منھم ابراھیم النخعی وابو اسحق السبیعی والاعمش ومنصور (ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص ۱۸۵)

ھو[۱] فی القوم کانہ لیس فیھم	وہ جماعت میں اس طرح ہوتا گویا اس میں موجود ہی نہیں۔

شیوخ امام نخعی امام نخعی نے جن شیوخ سے استفادہ کیا ان میں اسود بن یزید (م سنہ ۷۵ یا ۷۴ھ) عبدالرحمٰن بن یزید، علقمہ بن قیس (م سنہ ۶۲ھ) مسروق بن الاجدع (م سنہ ۶۲ یا ۶۳ھ)، ابو معمر[۲] ہمام بن الحارث، قاضی شریح (م سنہ ۷۶ یا ۷۸ یا ۷۹ھ) اور سہم[۳] بن منجاب وغیرہم کی شخصیتیں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں،

علامہ ذہبی نے امام نخعی کے متعلق شعبی کا مندرجہ ذیل قول نقل کیا ہے:-

"فذالک[۴] الذی یروی عن مسروق ولم یسمع منہ"	وہ مسروق سے روایت کرتے ہیں حالانکہ مسروق سے سماع نہیں کیا۔

لیکن محمد بن سیرین کے مذکورہ بالا بیان اور تہذیب التہذیب کی تصریح سے صاف ظاہر ہے کہ مسروق سے نخعی نے روایت کی ہے

علقمہ کے ساتھ نخعی کو خاص تعلق رہا ان کی خدمت میں صغرسنی سے رہے، عبداللہ بن مسعود کے فقہ کا قیمتی ذخیرہ علقمہ ہی کے ذریعہ نخعی کو ہاتھ آیا، ابو قیس کا بیان ہے۔

رأیت[۵] ابراھیم غلاما محلوقا یمسک لعلقمۃ بالرکاب یوم الجمعۃ	میں نے ابراہیم کو بچپنے میں دیکھا ہے کہ اس کا سر گھٹا ہوا تھا اور وہ علقمہ کا رکاب جمعہ کے دن تھامے تھا

صحابہ کرام سے ملاقات علقمہ واسود زمانۂ حج میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اکثر ملاقات

---

[۱] ایضاً ج ۶ ص ۱۸۹ [۲] المتوفی بالکوفۃ فی ولایۃ الحجاج [۳] تہذیب ج ۱ ص ۱۷۷، التذکرۃ الحفاظ: ج ۱ ص ۶۹ [۴] میزان الاعتدال: ج ۱ ص ۳۵ [۵] طبقات: ج ۶ ص ۱۹۰

کرتے نخعی ان دونوں کے ہمسفر ہوتے اور حضرت ام المومنین کی ملاقات سے مشرف ہوتے تھے، اس وقت تک نخعی سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے ان کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ کو سرخ لباس[1] پہنے دیکھا تھا یحییٰ بن معین کہتے ہیں

"ادخل علی عائشۃ وھو صغیر"[2] — لڑکپن میں حضرت عائشہؓ کے یہاں گئے تھے

محمد بن ادریس الشہیر بابی حاتم الرازی (م ۲۷۷ھ) کی تصریح ہے:-

لم یلق[3] احدا من الصحابۃ الا عائشۃ	ان کی ملاقات حضرت عائشہؓ کے سوا کسی سے
ولم یسمع منھا وادرک انسا	نہیں ہوئی، حضرت عائشہ سے سماع نہیں کیا
ولم یسمع منہ	حضرت انس کا زمانہ پایا لیکن سماع نہیں کیا۔

ان روایات کے خلاف ابن المدینی (م ۲۳۴ھ) کہتے ہیں:-

لم یلق[4] النخعی احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	نخعی صحابہ کرام میں سے کسی سے نہ ملے۔

گویا ان کو حضرت عائشہ کی ملاقات سے بھی انکار ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ اور نخعی کی ملاقات صرف بطریق سعید بن ابی عروبہ

عن ابی معشر عن ابراھیم ثابت ہے اور یہ سند کمزور ہے لیکن حضرت عائشہؓ سے نخعی کی ملاقات[5] ایک تاریخی حقیقت ہے جس پر علی بن عبداللہ المدینی کے سوا تقریباً سب کا اتفاق ہے اور سعید بن ابی عروبہ

ابن حبان کتاب الثقات[6] میں لکھتے ہیں کہ نخعی سنہ ۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ان کو حضرت مغیرہ اور انسؓ سے سماع کا اتفاق ہوا اس کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ یہ عجیب بات ہے کہ مغیرہؓ کی وفات سنہ ۵۰ھ میں اور نخعی کی ولادت بھی اسی سنہ میں ہوئی، پھر مغیرہ سے سماع حدیث کیونکر ممکن ہوا

کی روایت جس کی سند کو ابن المدینی کمزور بتاتے ہیں ابن حبان کے بیان سے سند صحیح ہو جاتی ہے

[1] تہذیب ج ۱ ص ۱۷۷، طبقات: ج ۶ ص ۱۹۰ [2] تہذیب ص ۱۷۷ [3] ایضاً [4] تہذیب [5] تہذیب ج ۱ ص ۱۷۷ [6] ایضاً [7] ایضاً

حضرت انسؓ سے سماع حدیث کے متعلق ابن حجرؒ کی تحقیق یہ ہے کہ مسند بزار میں حضرت انسؓ سے نخعی کی ایک روایت موجود ہے جس کے متعلق بزار کہتے ہیں:

لا نعلم ابراھیم اسند عن انسؓ الا ھذا

ہمیں نہیں معلوم کہ نخعی نے حضرت انسؓ سے اس حدیث کے سوا کبھی اسناداً روایت کیا ہو

حضرت ابو جحیفہؓ[1]، زید بن ارقم (م ۶۶ھ) اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ (م ۸۶ھ) سے نخعی کی ملاقات ہوئی حضرت ابن عباس (م ۶۸ھ) سے نخعی کا سماع ثابت نہیں اور بہ قول ابن المدینی حارث بن قیس اور عمرو بن شرحبیل سے کبھی سماع کا اتفاق نہیں ہوا[5]

مسند درس کوفہ کی آبادکاری کا کام ختم ہوا، تو حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ کی تعلیم و تربیت کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا چنانچہ حضرت عمرؓ اہل کوفہ کو لکھتے ہیں:

انی بعثت الیکم بعمار امیراً وعبداللہ بن مسعود معلماً ووزیراً وھما من النجباء من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اھل بدر فاقتدوا بھما واسمعوا من قولھما وقد اثرتکم بعبداللہ علی نفسی[6]

میں نے تم لوگوں کے پاس عمار (ابن یاسر) کو امیر بنا کر اور عبداللہ ابن مسعود کو معلم و وزیر بنا کر بھیجا ہے، دونوں رسول اللہ (صلعم) کے اصحاب نجباء میں سے اہل بدر سے ہیں، انہیں ان دونوں کی پیروی کرو، اور ان کی باتیں سنو، اور عبداللہ کو بھیج کر میں نے تم لوگوں کو اپنے آپ پر ترجیح دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کے بعد ان کے اصحاب علقمہ بن قیس، اسود بن یزید النخعی، عمرو بن

---

[1] المتوفی سنہ ۷۹ھ، آخر من مات من الصحابۃ بالکوفۃ [2] تہذیب: ۱/۱۷۷ [3] م سنہ ۹۳ھ، آخر من مات من الصحابۃ بالبصرۃ [4] م سنہ ۸۶ھ علی قول ابن الجوزی [5] تہذیب: ص ۱۷۷ ج ۱ [6] ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص ۱۸۹

میمون الاذدی، ربیع بن خثیم وغیرہم مرجع انام بنے۔ علقمہ و اسود کے بعد امام نخعی کوفہ کے مسندِ درس پر جلوہ فرما ہوئے، اٹھارہ[۱] برس کی عمر میں آپ نے فقہ و احکام اور سنن و آثار کی خدمت شروع کی، اور جیسا کہ اسلاف کا دستور رہا ہے مسجد الحی میں جا بیٹھتے وہیں ضرورتمند اپنے سوالات و استفسارات پیش کرتے تھے، ان کے تلامیذ لوگوں کے سوالات اور شیخ کے جوابات سنتے اور قلمبند کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ حسن[۲] بن عبید اللہ نے امام موصوف سے احادیث سننے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے فرمایا کہ مسجد میں جاؤ وہیں کوئی سائل آئیگا تو سن لو گے، غرض اس طرح سنن و آثار، صحابہ کے فتاویٰ و روایات، اور تابعین کرام کے اقوال و افکار کا مذاکرہ و اعادہ ہو جاتا تھا۔

تلامیذ امام نخعی سے جن لوگوں نے استفادہ کیا ان میں سے اعمش، منصور، ابن عون، زبید، حماد بن ابی سلیمان، مغیرہ بن مقسم الضبی[۳] (م ۱۳۳ھ) سماک بن حرب (م ۱۲۳ھ) اور حکم بن عتیبہ[۴] بہت ہی مشہور و معروف ہیں۔

فرائض میں اعمش اور حلال و حرام میں حماد بن ابی سلیمان کا پایہ بلند تھا، ایک دفعہ مغیرہ نے امام نخعی سے پوچھا کہ آپ کے بعد ہم کس سے سوال کریں گے تو امام نخعی نے کہا حماد سے[۵] حماد کبھی کبھی اپنے معلومات لکھ لیا کرتے تھے اور کہتے تھے۔

واللہ ما ارید بہ الدنیا   بخدا میں اس کے ذریعہ دنیا کو نہیں طلب کرتا۔

سلیمان بن عبد الملک کے عہد میں ۱۲۰ھ میں حماد نے وفات پائی۔

اعمش کا نام سلیمان بن مہران ہے، یہ بنو کاہل (بنو اسد کا ایک بطن) کے موالی میں

۱؎ معارف ابن قتیبہ ص ۲۳۵ ۲؎ طبقات: ج ۶ ص ۔ ۳؎ تہذیب ج ۱ ص ۷۷، ۴؎ تذکرۃ الحفاظ: ج ۱ ص ۶۹

۵؎ طبقات ج ۶ ص ۲۳۲

سے تھے، ان کے متعلق محمد بن سعد کا بیان ہے

وکان الاعمش[1] صاحب قرآن و فرائض و علم بالحدیث	اعمش، قرآن، فرائض اور حدیث کے عالم تھے،

یحیی القطان کہتے ہیں:-

کان من النساک وکان علامۃ الاسلام	عابد وزاہد لوگوں میں سے تھے اور دنیائے اسلام کے علامہ تھے۔

اعمش کی پیدائش سنہ ۶۰ھ میں عاشوراء کے دن ہوئی اور وفات سنہ ۱۴۸ھ میں، لیکن یحیی بن عیسی الرملی کہتے ہیں کہ سنہ ۵۸ھ میں اعمش پیدا ہوئے بہ قول ہشیم بن عدی سنہ ۱۴۷ھ میں اور واقدی و فضل بن دکین کا بیان ہے کہ سنہ ۱۴۸ھ میں ان کی وفات ہوئی

علمی جلالت | امام نخعیؒ کی علمی جلالت و برتری مسلم تھی، چنانچہ سید القراء طلحہ بن مصرف (م سنہ ۱۱۲ھ) کہتے ہیں:-

ما بالکوفۃ اعجب الیّ من ابراھیم وخیثمۃ[2]	کوفہ میں میرے نزدیک ابراہیم اور خیثمہ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔

مغیرہؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابراہیم سے اس طرح ڈرتے تھے، جیسے کوئی صاحب اقتدار حاکم سے ڈرتا ہے

امام نخعی کے جلیل القدر معاصرین کو بھی ان کی فضیلت و تقدم کا اعتراف تھا، حضرت سعید بن جبیر اور امام شعبی جیسے اجلۂ روزگار کے الفاظ اس کے قطعی ثبوت ہیں، حضرت سعید

---

[1] طبقات: ج ۶ ص ۔۔ ازالۃ الخفاء (مقصد دوم) ص ۔۔ [2] خیثمۃ بن عبدالرحمن بن ابی سبرۃ (یزید) بن مالک بن عبداللہ بن ذؤیب الجعفی الکوفی بہ قول ابن قانع سنہ ۸۰ھ میں انتقال کیا، تہذیب ج ۳ ص ۱۷۹، [3] تذکرۃ الحفاظ ا/ ۶۹

فرماتے ہیں۔

استفتونی وفیکم ابراھیم النخعی — ابراہیم نخعی کی موجودگی میں مجھ سے فتویٰ طلب کرتے ہو؟[۱]

ابن عونؒ امام نخعی کی وفات کے بعد امام شعبی سے ملے تو امام شعبی نے کہا "قسم اللہ کی نخعی نے اپنے بعد کسی کو اپنا ثانی نہ چھوڑا ابن عون نے پوچھا کیا صرف کوفہ میں؟ امام شعبی نے کہا کوفہ ہی پر کیا منحصر ہے، بصرہ، شام وغیرہ ملکوں میں بھی ان کا ثانی نہیں"[۲]

امام نخعی کی وسعت معلومات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اعمش نے جب بھی کسی حدیث کا ذکر کیا نخعی نے اس پر اضافہ کیا۔[۳] امام شعبی فرماتے ہیں

ماترک احدا اعلم منہ[۴] — کسی کو اپنے سے زیادہ جاننے والا نہ چھوڑا

نخعی کے مشہور و جلیل القدر شاگرد اعمش کہتے ہیں کہ ابراہیمؒ حدیث کے صیرفی تھے[۵]

نخعی اور ان کے معاصرین: امام نخعی کے ہم عصر حضرت سعید بن جبیر (م ۹۵ھ) امام شعبی، مکحول شامی (م ۱۱۸ھ) حسن بصری (م ۱۱۰ھ) طاؤس بن کیسان (م ۱۰۵ھ) اور بہتیرے ائمہ کبار ہیں جو اپنے اپنے اطراف میں مرجع خلائق بنے ہوئے تھے۔

ان ممتاز معاصرین میں امام نخعی کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ اس دور میں امام نخعی کے سوا نقد حدیث کے جتنے ائمہ و اعیان تھے سب ہی موالی تھے صرف امام نخعی کی ذات گرامی تھی جس کو سارا عرب، عجم کے مقابلہ میں پیش کر سکتا تھا۔

ایک دفعہ عبدالملک بن مروانؒ نے امام زہری (م ۱۲۴ھ) سے پوچھا کہ آج مکہ

---

[۱] تذکرۃ الحفاظ، ایضاً ابن سعد ج ۶ [۲] ابن سعد: ج ۶ ص ۱۹۸ [۳] طبقات ص۔۔ [۴] تہذیب ۱/۱۷۷ [۵] تذکرۃ الحفاظ [۶] تفسیر روح البیان ۳/۳۲۲ الرق فی الاسلام ص ۱۹۱ ایضاً مقالات شبلی ۱؍ اس واقعہ کو ہشام بن عبدالملک کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے لیکن قرائن بتاتے ہیں کہ یہ سوالات عبدالملک ہی کے ہو سکتے ہیں علاوہ بریں امام نخعی کی وفات باتفاق مورخین ولید کے عہد میں ہوئی۔ پھر ہشام کے عہد میں نخعی کا ذکر کیسا؟

کا رئیس کون ہے، زہری نے کہا عطاء بن ابی رباح م ۱۱۵ھ عبدالملک نے کہا اور یمن میں، زہری نے کہا طاؤس، اسی طرح عبدالملک نے مصر، جزیرہ، خراسان، بصرہ، کوفہ کے متعلق پوچھا اور زہری نے مکحول یزید بن ابی حبیب، میمون بن مہران اور ضحاک بن مزاحم کے نام لیے عبدالملک ہر شخص کے نام پر پوچھتا جاتا تھا کہ یہ عرب ہیں یا عجم، زہری کہتے جاتے تھے کہ عجم، جب ابراہیم نخعی کا نام لیا اور کہا کہ وہ عرب ہیں تو عبدالملک نے کہا کہ اب دل کو تسکین ہوئی۔

نخعی اور شعبی کوفہ میں امام نخعی کی ہمسری اگر کسی کو حاصل تھی تو وہ امام شعبی رحم ۱۰۴ھ کی ذات گرامی تھی، امام شعبی عمر میں امام نخعی سے بہت بڑے تھے، ان کو پانچ سو صحابہ کرام کی ملاقات کا شرف حاصل تھا،

امام نخعی و شعبی دونوں اہل کوفہ کے قضیئے و معاملات طے کرتے تھے اور کوئی مسئلہ آن پڑتا تھا تو یہی دونوں بزرگ فیصلہ صادر کرتے تھے ان دونوں کے اقوال و فتاوے حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت عمر فاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فیصلوں کے آئینہ دار ہیں، روایت بالمعنی اور ارسال دونوں بزرگوں کے یہاں موجود ہیں۔

لیکن بہ قول ابن عونؒ ان دونوں کی طبیعت میں اس قدر فرق ضرور تھا کہ امام شعبی کی طبیعت میں انقباض تھا اور امام نخعی کی طبیعت میں انبساط، بایں وصف آپ اس قدر محتاط تھے کہ جب تک کوئی سوال نہ کرتا تکلم نہ فرماتے، زبید کا بیان ہے:-

ما سألت ابراھیم عن شئ	میں جب کبھی ابراہیم سے سوال کرتا تو ان کی
الا عرفت فیہ الکراھیہ	ناپسندیدگی ظاہر ہو جاتی۔

لہ طبقات ۶/۱۹۰ و ۱۷۴، ۲ تذکرۃ الحفاظ ۱/۷۹، ۳ تذکرۃ الحفاظ، ابن سعد ۶/۱۸۹

اعمش کہتے ہیں۔

قلت لابراهيم انی اتيك فاعرض عليك	میں نے ابراہیم سے کہا کہ آپ کے پاس آتا ہوں
قال انی لا اکره ان اقول لشئ کذا	اور سوال پیش کرتا ہوں تو انھوں نے کہا کہ میں ناپسند
وهو کذا	کرتا ہوں کہ کسی چیز کے متعلق کہوں اور اس کی
	حقیقت ہی اور ہو۔

ابو حصین ایک مسئلہ پوچھنے آئے تو آپ نے فرمایا، کوئی اور نہ ملا جس سے پوچھ لیتے[1] غرض خاموش رہنا چاہتے تھے لیکن کب تک خاموشی سے گذار سکتے کہ وہی فقہائے کوفہ کی زبان تھے۔

نخعی کے مراسیل سلسلۂ سند میں اکثر راوی و مروی عنہ کے درمیان کا واسطہ محذوف ہوتا ہے ایسی روایت فقہا و اصولیین کے نزدیک مرسل کہی جاتی ہے، لیکن محدثین کی خاص اصطلاح یہ ہے کہ اگر تابعی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا واسطہ مذکور نہ ہو تو وہ حدیث مرسل کہی جائے گی۔

امام نخعی اصحاب مراسیل سے ہیں۔ حافظ ابو سعید علائی ان کو مکثر الارسال[2] کہتے ہیں۔

علوم الحدیث میں امام حاکم[3] کا بیان ہے کہ مدینہ میں ابن المسیب (م ۹۳ھ) مکہ میں عطاء بن ابی رباح، بصرہ میں حسن بصری، کوفہ میں ابراہیم بن یزید نخعی، مصر میں سعید بن ابی ہلال شام میں مکحول سے اکثر حدیثیں مرسل روایت کی جاتی ہیں، ان کے علاوہ امام شعبی، قاضی شریح[4] محمد بن سیرین، مجاہد بن جبیر المخزومی، ابوایاس معاویۃ بن قرۃ البصری وغیرہم سب اصحاب مراسیل ہیں۔

باقی آئندہ

---

[1] طبقات: ج ۶ ص ۱۹۲ [2] طبقات: ج ۲ [3] تہذیب: ج ۱ ص ۱۷۷ [4] تدریب: ص ۶۹

قرآن کے تحفظ پر ایک تاریخی نظر

از جناب مولوی غلام ربانی صاحب ایم۔ اے (عثمانیہ)

(۵)

اسی عام دستور کے مطابق ظاہر ہے کہ قرآن کی بھی واقعی شکل اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس حال میں پیش کرنے والے نے دنیا کے حوالہ قرآن کو کیا بس یہی قرآن کی اصلی شکل ہے، یہی سمجھا بھی گیا ابتداء سے اس وقت تک اسی شکل میں قرآن نسلہا نسل سے منتقل ہوتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ یہ ایک واضح کھلی ہوئی بات ہے لیکن کچھ دن سے یورپ کے مستشرقین نے دنیا کو قرآن کے متعلق ایک خاص مسئلہ کی طرف متوجہ کیا یعنی اس کتاب کی ہر سورہ، سورہ کی ہر ہر عبارت کا ہر فقرہ کب نازل ہوا اس کا پتہ چلانا چاہتے۔ سمجھا یہ گیا ہے کہ قرآن کی صحیح مرتب شکل وہی ہو سکتی ہے جس میں نزولی ترتیب (یعنی ان سوالوں کے جواب ...... کے بعد قرآن کی ترتیب صحیح ترتیب ہوگی مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا تصنیفی کاروبار کرنے والوں کا عام قاعدہ ہے کہ اپنی تصنیف کو آخری شکل میں مرتب کرنے سے پہلے متفرق قسم کی یادداشتوں میں مواد کو نوٹ کرتے رہتے ہیں اور بعد کو ان ہی یادداشتوں کی مدد سے آہستہ آہستہ اپنی کتاب کو مکمل کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات یہ بھی کیا جاتا ہے کہ کتاب کے جس حصہ کے متعلق مواد کو دیکھتے ہیں کہ فراہم ہو چکا ہے تو پہلے اسی حصہ کو لکھ لیتے ہیں، یوں ہی سہولتوں کے لحاظ سے بہ تدریج یہ کام جب پورا ہو جاتا ہے، تب آخری شکل میں کتاب کو مرتب کرکے دنیا کے